بحران لبنان (مضمون دوم)

شیخ ڈاکٹر عبد القادر الصوفی

25/07/2006

الله تعالی سورہ نمل)٢٧:٦٩-٨١(میں فرماتا ہے:

قُلْ سِيرُوا۟ فِى ٱلْأَرْضِ فَٱنظُرُوا۟ كَيْفَ كَانَ عَٰقِبَةُ
ٱلْمُجْرِمِينَ ﴿٦٩﴾ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُن فِى ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُونَ ﴿٧٠﴾
وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا ٱلْوَعْدُ إِن كُنتُمْ صَٰدِقِينَ ﴿٧١﴾ قُلْ عَسَىٰٓ
أَن يَكُونَ رَدِفَ لَكُم بَعْضُ ٱلَّذِى تَسْتَعْجِلُونَ ﴿٧٢﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ
لَذُو فَضْلٍ عَلَى ٱلنَّاسِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُونَ ﴿٧٣﴾ وَإِنَّ
رَبَّكَ لَيَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُورُهُمْ وَمَا يُعْلِنُونَ ﴿٧٤﴾ وَمَا مِنْ غَآئِبَةٍ
فِى ٱلسَّمَآءِ وَٱلْأَرْضِ إِلَّا فِى كِتَٰبٍ مُّبِينٍ ﴿٧٥﴾ إِنَّ هَٰذَا ٱلْقُرْءَانَ
يَقُصُّ عَلَىٰ بَنِىٓ إِسْرَٰٓءِيلَ أَكْثَرَ ٱلَّذِى هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿٧٦﴾
وَإِنَّهُۥ لَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ ﴿٧٧﴾ إِنَّ رَبَّكَ يَقْضِى بَيْنَهُم
بِحُكْمِهِۦ وَهُوَ ٱلْعَزِيزُ ٱلْعَلِيمُ ﴿٧٨﴾ فَتَوَكَّلْ عَلَى ٱللَّهِ إِنَّكَ عَلَى
ٱلْحَقِّ ٱلْمُبِينِ ﴿٧٩﴾ إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ ٱلْمَوْتَىٰ وَلَا تُسْمِعُ ٱلصُّمَّ ٱلدُّعَآءَ
إِذَا وَلَّوْا۟ مُدْبِرِينَ ﴿٨٠﴾ وَمَآ أَنتَ بِهَٰدِى ٱلْعُمْىِ عَن ضَلَٰلَتِهِمْ
إِن تُسْمِعُ إِلَّا مَن يُؤْمِنُ بِـَٔايَٰتِنَا فَهُم مُّسْلِمُونَ ﴿٨١﴾

فرما دیجئے: تم زمین میں سیر و سیاحت کرو پھر دیکھو مجرموں کا انجام کیسا ہوا

اور آپ ان پر غم زدہ نہ ہوا کریں اور نہ اس مکر و فریب کے باعث جو وہ کر رہے ہیں تنگ دلی میں ہوں

اور وہ کہتے ہیں کہ اگر تم سچے ہو تو یہ وعدہ کب پورا ہوگا

فرما دیجئے: کچھ بعید نہیں کہ اس کا کچھ حصہ تمہارے نزدیک ہی آپہنچا ہو

جسے تم بہت جلد طلب کر رہے ہو

اور بیشک آپ کا رب لوگوں پر فضل والا ہے لیکن ان میں سے اکثر لوگ شکر نہیں کرتے

اور بیشک آپ کا رب ان کو ضرور جانتا ہے جو ان کے سینے چھپائے ہوئے ہیں اور جو یہ آشکار کرتے ہیں

اور آسمان اور زمین میں کوئی پوشیدہ چیز نہیں ہے مگر روشن کتاب میں ہے

بیشک یہ قرآن بنی اسرائیل کے سامنے وہ بیشتر چیزیں بیان کرتا ہے جن میں وہ اختلاف کرتے ہیں

اور بیشک یہ ہدایت ہے اور مومنوں کے لئے رحمت ہے

اور بیشک آپ کا رب ان کے درمیان اپنے حکم سے فیصلہ فرمائے گا، اور وہ غالب ہے بہت جاننے والا ہے

پس آپ اللہ پر بھروسہ کریں بیشک آپ صریح حق پر ہیں

بیشک آپ نہ مُردوں کو سنا سکتے ہیں اور نہ ہی بہروں کو پکار سنا سکتے ہیں جبکہ وہ پیٹھ پھیر کر رُوگرداں ہو رہے ہوں

اور نہ ہی آپ اندھوں کو ان کی گمراہی سے ہدایت دینے والے ہیں، آپ تو انہی کو سناتے ہیں جو ہماری آیتوں پر ایمان لے آتے ہیں سو وہی لوگ مسلمان ہیں

یہ محض لبنان کا بحران نهیں هے بلکہ بهتر کهنا یہ هے کہ یہ اسرائیل کا بحران هے لیکن بهترین بات اور حقیقت یہ هے کہ یہ عالمی بحران هے. یہ اس سرمایہ دارانہ بحران کی خوفناک انتها هے. جس کا پهلا مرحلہ دوسری جنگ عظیم کے غیر طبیعی اور خودکشانہ موج کے بعد دنیا کا قومی ریاستوں میں تقسیم تها اور جس کا دوسرا مرحلہ سیاسی طور پر غیرمقبول اسرائیل کی جداگانہ ریاست کا قیام تها. اور جس نے اپنے ابتدائی دور میں ان تمام آفت انگیز چهوٹی ریاستوں مثلا لبنان،

شام، عراق اور یوگوسلاویا کے جعلی اقوام کو جنم دیا. جن کے زوال کا اب ہم مشاہدہ کر رہے ہیں.

موجودہ عالمی بحران کا آغاز یوگوسلاویہ کے اندر کی گئی تبدیلی سے ہوا. اس کا زوال ووڈرو ویلسن کے امریکی اور فرقۂ فرامشن کے عالمی جمہوریت کے خواب و خیال کے خاتمے کا پیش خیمہ ثابت ہوا. یعنی یہودیوں کا ایجاد کردہ اسپرانٹو کی عالمی زبان اور اسرائیل کے علاقے حیفہ میں شیعہ نسل والے "بہائی فرقے" کا ایجاد کردہ سب کی عبادت کیلئے ایک خدا والے جعلی دین کا خاتمہ ہوا.

یوگوسلاویہ محض سرحدی تبدیلی کا براعظمی دورتدبیر نہیں تھا. بلکہ یہ سریبرینیکا کی بلاروک ٹھوک اور بےسزایافتہ نسل کشی کے آتش فشان کا پھٹنا تھا. یہ عالمی حکومت کے خواب اور اقوام متحدہ کے ادارے کا خاتمہ تھا. فن سفارت کے ماہر پیریز ڈی کویلر کے بعد اس کی قیادت ان نچلے طبقوں سے آئی جن کا مقصد عالمی سٹیج پر اپنے غلبے کا مظاہرہ کرنا تھا. پہلے تو ہمیں یہ پتہ چلا کہ بطرس بطرس غالی پیشے کے اعتبار سے مصری ٹیکسی ڈرائیور ہے اور بعد میں آنے والا کوفی عنان لندن کا بس کنڈکٹر ہے. بوسنیا سے لبنان کی نسل کشی تک نامعقول قومی ریاست والا نظام عالمی طور پر رو بہ زوال ہوا اور اس کا خاتمہ نہ صرف ان داخلی بحرانوں کی وساطت سےہوا بلکہ اس مالی نظام کے گلوبلائزیشن کے ذریعے جس میں پوری سیاسی قوت مضمر ہے.

ان دو حادثات کے درمیان افریقہ، انڈونیشیا اور برصغیر ہند وپاک میں سرحدی تنازعے واقع ہوئے ہیں. آپ کو یاد ہوگا کہ روانڈا میں بلا روک ٹھوک قتل عام کی وجہ یہ تھی کہ بےبس بین الاقوامی تنظیم کو ہوٹو کو ٹوٹسی سے جدا کر کے دو قومیں بنانے سے روک دیا گیا تھا کیونکہ عالمی بینکاروں نے اس کو تقسیم ہونے نہیں دیا کیونکہ ان کا دعوی تھا کہ ان کے ضحیم قرض کو دو ٹکڑوں میں تقسیم کرنا ممکن نہیں ہوگا. ساہل کے ریتیلے صحراؤں میں سے سیدھے خطوط کھینچنے کا عمل فرانسیسی چھاتہ بردار فوج کا ملک مالی میں توریج کے اشراف کی غیر مندرج نسل کشی اور دارفور کے علاقے کے موجودہ بحران پر منتج ہوا.

قومی ریاست والے نظام کے انحطاط نے اخرکار اس وحشیانہ آخری کھیل کے وقوع کو یقینی بنا دیا. یاد رکھیں کہ کرنسی کے کاروبار کی عالمی مالیاتی نظام اور بالائے قوم کارپوریٹ آلات کے نتیجے میں لبنانی بحران جیسے حالات پیدا ہو گئے ہیں.

جیسا کہ میں نے اپنے بحران لبنان کے پہلے آرٹیکل میں واضح کیا ہے کہ لبنان کے خلاف جنگ اس بات کی نشانی ہے کہ اسرائیل اپنی ریاستی حیثیت کھو چکا ہے۔ لبنان کے صدر نے اپنے ایک فصیح و بلیغ ٹی وی انٹرویو میں اس بات کی تصدیق کی کہ لبنان کی اقتصادی کامیابی کا راز اسرائیل کے دیوالیہ بحران میں ہے۔ اور اسی سبب وہ ہمیشہ لبنان کی بربادی کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں. اس نے ایک اسرائیل جرنیل کے ان الفاظ کا حوالہ دیا: "ہم لبنان کو بیس سال پیچھے دھکیل کر رکھ دیں گے۔"

اسرائیل بطور ریاست تنقیدی تجزیے سے بالاتر ہو چکا ہے کیونکہ دو روشن فکر دفاعی نظام اس کی حفاظت میں لگے ہوئے ہیں. پہلے تو امریکہ اور یورپ کے ذرائع ابلاغ پر اسرائیل کا اہم کنٹرول ہے۔ پیرس میں مثلاً دائیں بازو والا روزنامچہ 'فیگارو' کو روثچیلڈس اور بائیں بازو والا ہفت روزہ 'لیبریشن' کو ڈاساولٹ)جو پہلے بلوچ تھا(نے خریدا۔ اور آج صبح کے وقت بی بی سی ٹیلی ویژن پر ایک مذاکرہ کی صدارت ایک یہودی تبصرہ نگار کر رہا تھا. جبکہ صدر کلنٹن کا ایک سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ کے ایک سابقہ نمائندہ کشادہ دھنی کیساتھ سکائی ٹیلی ویژن پر اس مسئلے کی وضاحت کر رہا تھا۔

دوسرا وہ تودہ انبوہ غیر منطقی فضا کہ کسی بھی یہودی کردار کی کمترین تنقید کو اینٹی سمٹزم قرار دیا جاتا ہے۔ اسی اصطلاح کا صحیح مفہوم یعنی یہودیوں کو ظلم و جبر سے تحفظ فراہم کرنا اپنا منطقی اساس کھو چکا ہے جب امریکہ میں ان دو معاشرتی برائیوں یعنی عداوت صیہونی اور نسل پرستی کی تعریف کرنے پر اصرار کیا گیا لیکن یہودیوں کا اصرار تھا کہ کالی نسل کے خلاف مہم میں ان کو شامل نہ کیا جائے۔ کسی امریکی یہودی کی بدترین توہین یہ ہے کہ اسے 'شوارزر' کے نام سے پکارا جائے۔

یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ ماڈرن یہودیوں اور اسرائیلی شہریوں کا یہ تحریف شدہ اور خودساختہ احساس ان کنسنٹریشن کیمپوں سے زندہ بچنے والے نسلوں سے بالکل مختلف ہے۔ یقیناً یہودی روشن فکروں کیلئے یہ بہت بڑا فکری المیہ ہے کہ اس کے پسماندگان نے فلسطینوں کی حمایت میں آواز بلند کی ہے۔

ذاتی احساس میں وہ بنیادی تبدیلی جو ایک شخص کو دنیا میں پیدا کیے گئے ان حالات پر نظر ڈالنے کے نتیجے میں سامنے آتی ہے لیکن اس کے دوستوں کیلئے

وہ کوئی معنی نہیں رکھتی. کو نفسیاتی کشمکش کا نام دیا جاتا ہے. اسرائیلی ریاست کے موجود رویے کی روشنی میں، اس کے حکمران جرنیلوں، ان کے پس پشت مالیاتی طبقے اور اس کے سیاست دان کے بارے میں ہم یقیننا دعوی کیساتھ کھہ سکتے ہیں کہ آج ہمارا اسرائیلی نفسیات سے سابقہ ہے. ایک اسرائیلی نسل انسانی کی عام حقیقت سے بے خبر ہے. یہ بات نہ صرف انکی قیادت سے آشکار ہے بلکہ اسرائیلی فوج میں نفسیاتی خلل کے حیران کن ریکارڈز اور کاتوشہ راکٹوں کی تقریبا مکمل طور پر بےجا بارش میں ایک اسرائیلی شہری کا نیم پاگل پن سے بھی ظاہر ہے. برلین یا ھمبرگ کے کسی بھی معمر جرمن یا سرییو کے کسی بھی بوسنیا کے نوجوان باشندے سے پوچھ لیں تو وہ بیک آواز سخت حملوں کے مقابلے میں اس بہادرانہ اور جرأتمندانہ ردعمل کے بارے میں آپ کو بتائےگا. موجودہ وقت میں ایک نظر اہل لبنان کے نظم و ضبط اور حوصلے پر ڈالیں جہاں ایک مسجد کو ہیروشیما سے زیادہ زوردار بارودی دھماکے کا نشانہ بنایا گیا. اور اسرائیل کے علاقہ حیفہ میں موجود اس خوف وہراس سے اس کا موازنہ کریں.

اسرائیل کا یہ دعوی تو ہم سنجیدہ سمجھیں گے کہ وہ حزب اللہ کے خلاف لڑ رہے ہیں مگر جو بات سب سے زیادہ پریشان کن ہے وہ یہ کہ اسرائیلی حکومت بیروت کے اس عظیم شہر کو تاخت و تاراج کر رہی ہے اور یہاں تک کہ انکی سیر وسیاحت والے مقامات کو تباہ کر رہی ہے. جہاں پر بعلبک نامی قدیم شہر کا عالمی خزانہ ہے. اس بحران کا بدترین پہلو یہ ہے کہ اسرائیلی حکومت دنیا کے سامنے اپنے ردعمل کا مظاہرہ کر رہی ہے اور باقی دنیا اور اس کے تمام بین الاقوامی اداروں، قومی حکومتوں، سیاستدانوں اور میڈیا کا اس نفسیاتی بیمار قوم پر بس نہیں چلتا. ایک تبصرہ نگار نے اس حقیقت سے اتفاق کرتے ہوئے کہا: "دنیا کی اس تیسری عظیم ترین قوت کیساتھ کون لڑ سکتا ہے؟" اس سے عوام سوچنے پر مجبور ہوتے ہیں. کہ کیوں اور کس طرح ایک چھوٹی سی مملکت جس کی آبادی ٹاگو کے برابر ہے پوری دنیا کو جزیا ادا کرنے پر مجبور کرتی ہے. کس طرح دنیا کے لیڈر اپنے سر خمیدہ کرتے ہیں جب حزب اللہ کے بارے میں اقوام متحدہ کی قرارداد کی تنفیذ میں لبنان کی ناکامی پر اسرائیلی حکومت چیختی ہے. جب کہ خود اسی ریاستی پارٹی نے کئ عشروں سے اس بدنامہ زمانہ یو.این.او کے قرارداد کو پس پشت ڈالا ہے جس میں یہودی ریاست سے ۱۹۴۸ کی حدبندی پر واپسی کا مطالبہ کیا گیا ہے.